ISSN (Print): 2788-8320 ISSN (Online): 2788-8339

JOURNAL OF SOCIAL RESEARCH DEVELOPMENT

www.jsrd.org.pk editor@jsd.org.pk

SADA-E-HAQ: A RESEARCH AND CRITICAL ANALYSIS OF AN EARLY NEWSPAPER OF MULTAN

[1]ملتان کے قدیم اخبار "صدائے حق" کا تحقیقی و تنقیدی تجزیہ

Fareeha Riaz Urf Chand[1], Dr. Imtiaz Hussain Baloch[2], Liaquat Ali[3]

[1]Scholar PhD Urdu, University of Southern Punjab, Multan, Email: fariaz9432@gmail.com
[2]Head of Urdu Department, University of Southern Punjab, Multan, Email: imtiazhussain@usp.edu.pk
[3]Scholar PhD Urdu department of Urdu, University of Southern Punjab (USP) Multan, Email: ch63ali@gmail.com

KEYWORDS

Arshad Multani; Urdu Poetry; Progressive Literature; Multani Culture; Seraiki Poetry; Journalism

ARTICLE HISTORY

Date of Submission: 02-06-2026
Date of Acceptance: 28-06-2026
Date of Publication: 10-07-2026

ABSTRACT

Arshad Multani is a distinguished personality of literature. He got fame because of his progressive ideology. He was an enlightened Poet. By profession, he was one of the famous herbalists of Multan. He was a congressional personality. Fame of Multan is synonymous with the heat, the spiritualism and the cemeteries. The ancient civilization and culture of this city is considered one of the oldest one on the globe. Multan is proverbial for tis love and friendliness and Arshad Multani was a practical example of it ثبات .is the only poetic collection of this great poet. He also created poetic verses in sweet regional language Seraiki .(سرائیکی) Although this poetic work in Seraiki language got published in different newsletters and magazines yet not in the form of a book. It is also known little that he started a newspaper tilted as "Sada e Haq". This research includes the Journalistic analysis of his diction as well. In the study of the history of journalism in Multan the study of "Sada i Haq" proves benficial from many angels. This research includes many aspects of Politics, culture, Literature and Sociology. This research paper may prove significant for the lovers of Multani culture, consuetude and literature.

CC BY NC 2026 Journal of Social Research Development

Correspondence	**Dr. Imtiaz Hussain Baloch**
Email:	imtiazhussain@usp.edu.pk
DOI	https://doi.org/10.59075/jsrd.v7i5.542
Volume/Issue	**7(5), 2026, 92-114**

صحافت کا لفظ "صحیفے" سے ماخوذ ہے اور اس کے لغوی معانی کتاب یا رسالہ کے ہیں اگر عملاً دیکھا جائے تو ایک عرصہ سے صحیفے سے مراد ایک ایسا مواد ہے جو ایک مقرر وقفے کے بعد شائع کیا جاتا ہو۔ اِس اعتبار سے تمام قسم کے

[1](1951ء میں ملتان سے مطبوعہ ہفت روزہ اخبار "صدائے حق" کی اشاعت گیارہ پرچوں تک محدود رہی۔ تاہم اس اخبار کے نو دریافت شدہ فائل سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس اخبار نے ملتان کی صحافت پر دور رس اثرات مرتب کیے۔)

اخبارات اور رسالے صحیفے کے زمرے میں آتے ہیں اور جو لوگ اِن کو ترتیب و تدوین کا کام کرتے ہیں۔ انہیں صحافی اور اِن کے پیشے کو صحافت کہا جاتا ہے۔ ارشد ملتانی بھی صحافت کی اِس تعریف پر پورے اترتے ہیں۔ وہ ایک ہفت روزہ "صدائے حق" کے ایڈیٹر بھی رہ چکے ہیں اور وہ اس کا باقاعدہ اداریہ بھی تحریر کرتے رہے ہیں۔ "صدائے حق" کا پہلا پرچہ جمعرات، جون 1951ء، رمضان شریف (1370ء) میں شائع ہوا۔ اِس اخبار کے نگران امان اللہ غازی اور ایڈیٹر ارشد ملتانی تھے اور اِس اخبار کے پہلے صفحہ پر یہ تحریر لکھی ہوئی تھی۔

حق و صدارت کا بے باک ترجمان

"صدائے حق"

اِس اخبار کے سالانہ قیمت ساڑھے چار روپے۔ چھ ماہی ڈھائی روپے جبکہ ایک پرچے کی قیمت دو آنے مقرر تھی۔ یہ رسالہ ملتان سے شائع ہوتا رہا ہے۔ ارشد ملتانی پرنٹر و پبلشرز، صدیقہ پریس سے پرنٹ کر کے "صدائے حق" کے دفتر واقع پاک دروازہ سے شائع کرتے رہے ہیں۔ اور اِس کی کتابت کے فرائض عبدالشکور کاتب انجام دیتے رہے ہیں۔

اخبار کے صفحہ اول پر یہ تحریر موجود ہے۔ رجسٹرڈ، ایل نمبر 5715، سائز 19، 12

اخبار کے تقریباً گیارہ شمارے میرے ہاتھ لگے ہیں۔ یہ شمارے ارشد ملتانی کے رفیق جاوید اختر بھٹی کے پاس محفوظ ہیں۔ یہ اخبار تقریباً ایک سال تک مسلسل چھپتا رہا اور بعد میں مالی مشکل کے باعث بند ہو گیا۔ لیکن "صدائے حق" نے ملتان کی صحافت کی تاریخ میں ان منٹ نقوش چھوڑے ہیں اِس کی فائلیں پڑھنے کے بعد مجھے یہ احساس ہوا کہ اگر ارشد ملتانی صاحب صحافت کا سفر جاری رکھتے تو وہ ایک مشہور صحافی ہوتے۔

ایک اچھے اداریے میں کون کون سی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ نقادوں نے اداریہ کی خصوصیات گنوائی ہیں۔ اِس پر اقبال ہاشمی صاحب اپنی کتاب "ملتان میں صحافت" میں اچھی خاصی بحث کی ہے۔

> "ماہرین نے اداریوں کو پرکھنے کے لیے کوئی خاص پیمانہ (کرئی) تو مقرر نہیں کیا۔ لیکن پھر بھی کچھ شرائط عائد کی ہیں۔ اگر یہ پوری ہو جائیں تو اداریہ سنور جاتا ہے۔ اداریے کے واقعات اور معلومات درست ہونی چاہیے۔ اداریہ بر وقت اور بر محل ہونا چاہیے اور جو رائے دی جائے وہ معقول اور مکمل ہونی چاہیے۔ شخصیات کی بجائے مسائل پر بحث ہونی چاہیے۔ قاری کی رہنمائی کے لیے بنیادی صحافتی فرائض ادا کیے گئے ہوں۔ اداریے میں وحدت تاثیر ہونی چاہیے۔"(۱)

ارشد ملتانی کی صحافت میں یہ ساری خصوصیات بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اخبار کے سارے اداریے، اخبار کے نصب العین، حق اور سچ کے ترجمان ہیں۔ اِن اداریوں میں اجتماعی مسائل کی جانب توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔ ہم یہاں

"صدائے حق" کے کچھ اداریوں کا جائزہ پیش کرتے ہیں۔ اداریئے کی ابتداء بہت خوبصورت انداز میں کی گئی ہے۔ یہ اداریہ 7 جون 1951ء پہلے شمارے میں شائع ہوا۔

> "صدائے حق" کا پہلا شمارہ آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اِسے مرتب کرنے والے لوگ کون ہیں؟ اِس کی فکر نہ کریں۔ ہمیں اپنی کم عقلی کا احساس ہے۔ بس اِس بات کو سامنے رکھیں کہ ہم کہہ کیا رہے ہیں۔۔۔"ہم اپنی نیک دلی، نیک نیتی اور بے غرضانہ کوششوں کو سامنے رکھتے ہوئے یہ دعویٰ کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ "صدائے حق" کے اجراء میں کسی قسم کا ذاتی منافع نہیں۔ ہماری یہی کوشش ہوگی کہ اسے ہر لحاظ سے اچھا اور مقبول بنایا جائے۔ تاکہ ایک ہفت روزہ اخبار کے تقاضوں کو صحیح معنوں میں پورا کرتے ہوئے قارئین کے اذہان کی تربیت کی جائے۔ اور اِن کی سیاسی، علمی اور ادبی معلومات میں اضافے کا باعث بنے۔"(۲)

موجودہ شمارے کو دیکھنے کے بعد جو بات سامنے آئی ہے کہ اِس دعویٰ کی دلیل ہے کہ "صدائے حق" کے سارے پرچے اِس روح سے مالامال ہیں۔ ایڈیٹر نے سارے پرچوں میں اِس معیار پر پورا اترنے کی کوشش کی ہے۔ شمارہ نمبر 2، 17 جون بروز اتوار 1951ء بمطابق رمضان المبارک شائع ہوا۔ اخبار کے سرِورق پر مولانا صدیقی کی ایک نظم "پیغام نو" موجود ہے۔ جس کا ایک شعر یہ ہے:

آنکھ تیری سوئے کعبہ دل تیرا بیعت الصنم
مجھ کو تیرے دل کا اندیشہ تجھ فکر حرم

صفحہ نمبر 2 پر اداریہ موجود ہے جن کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سکیورٹی کونسل اور مسئلہ کشمیر

یادگار حسرت

مطالبہ اطباء کے رجسٹریشن

روپے لیکھا ضبط ہونی چاہیے۔

"سکیورٹی کونسل اور مسئلہ کشمیر" پہلے عنوان کے تحت مسئلہ کشمیر کے بارے میں اقوام متحدہ میں امریکہ کے منافقانہ رویے پر طنز کیا گیا ہے۔ اِن کا تجزیہ آج بھی درست ثابت ہوا ہے۔

> "حقیقت یہ ہے جبکہ برطانیہ، امریکہ اور ان کی پٹھو اقوام یہ چاہتی ہی نہیں ہیں کہ یہ کشمیر کا فیصلہ پاکستان کے حق میں ہو۔ جب اِن مغربی طاقتوں کا اپنا مفاد ہو گا تب کشمیر کا مسئلہ حل ہو گا۔"

"یادگار حسرت" مولانا حسرت موہانی کی ادبی سیاسی اور سماجی خدمات کے اعتراف میں ان کی یادگار تعمیر کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ مولانا نے ہندوستان کی آزادی اور پاکستان بنانے کے لیے بے پناہ قربانیاں ہیں۔ اداریے میں پاکستانیوں سے امید کی گئی ہے کہ وہ اخبار کی آواز کے ساتھ آواز ملائیں تاکہ کسی طرح "یادگار حسرت "بن جائے۔"
کراچی کے کچھ اداروں نے پاکستان کے دارالحکومت مولانا حسرت موہانی کی یادگار بنائی جائے اِس سلسلے میں ایک حسرت میموریل سوسائٹی بھی بنائی گئی۔ جہاں تک مولانا حسرت موہانی کی خدمات کا تعلق ہے ہر شخص نے اِس سوسائٹی کے قیام کا خیر مقدم کرے گا۔ کیونکہ ہندوستان کی آزادی اور قیام پاکستان کے لیے حضرت مولانا حسرت موہانی کا بہت زیادہ حصہ ہے۔ باضمیر لوگ اِن کے احسان نہیں بھول سکتے۔

> " اِس واسطے ہم پاکستانی خاص طور پر پرامید ہیں کہ ملت کے اِس سپاہی کی یادگار بنانے کے سلسلے میں حسرت میموریل سوسائٹی کے ساتھ پورا تعاون کریں گے۔"

"مطالبہ" کے عنوان کے تحت مشرقی پاکستان میں پیدا ہونے والی پٹ سن کی فصل کو قومی تحویل میں لانے کی تجویز کو موضوع بنایا گیا ہے۔ اخبار کے نزدیک اگر اسے قومی تحویل میں لیا گیا تو زمینداروں کو اِن کی فصل کو پورا پورا معاوضہ ملے گا اور ناانصافی کا خوف کم ہو گا۔ اِس سلسلے میں اخبار نے مشرقی بنگال کے صوبائی مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری مسٹر یوسف علی چوہدری کے مؤقف کی حمایت کرتا ہے۔

> " مشرقی بنگال کے صوبائی مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری یوسف علی چوہدری نے ڈھاکہ میں ہونے والی مشرقی بنگال کی امداد باہمی کی سوسائٹیوں کے افسران اور کارکناں سے خطاب کرتے ہوئے حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ مشرقی پاکستان کی ماخذ صنعت یعنی پٹ سن کی تجارت کو ایرانی تیل کی طرح قومی ملکیت قرار دیا جائے۔ کیونکہ موجودہ طریقہ کار میں بدعنوانی ہو جاتی ہے۔ اور آئندہ یہ کام نہ ہو اور مشرقی پاکستان کے زمینداروں کو اِن کی محنت کا پورا پورا معاوضہ ملے۔"(۵)

"اطباء کی رجسٹریشن" اِس اداریے حکماء کی رجسٹریشن میں ہونے والی بدعنوانیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اِس کے ساتھ ساتھ اطباء سے امید رکھی گئی ہے کہ وہ محنت اور ایمان داری سے کام کریں۔

> "اِس وقت ہزاروں معزز خاندانی حکیموں اور اِن کے حلفیہ بیانات پر اعتبار نہ کرنے ایک کوئلا کر نکتہ چینی کرنے اِن کی روزی کو ایک پڑتال کنندہ بورڈ کے رحم و کرم پر چھوڑنا کون سا انصاف ہے؟ قانون ہے اِس طریقے سے رشوت، کینہ پروری سفارش بلیک میلنگ کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔"(٦)

"روپ لیکھا ضبط ہونی چاہیے" اِس اداریے میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ پروفیسر ایشوری کی کتاب "روپ لیکھا" کو ضبط کیا جائے۔ کیونکہ اِس کتاب میں مصنف نے بانیِ اسلام کے شان میں جھوٹی اور مجرمانہ باتیں کی ہیں۔

"روپ لیکھا" سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ اگرچہ پاک و ہند کے سارے مسلمانوں کے مسلسل احتجاج کے بعد یوپی حکومت نے یہ کتاب نہم اور دہم کے کورس سے خارج کر دی ہے۔ لیکن اِن زخموں کا علاج صرف کورس میں سے کتاب خارج کرنے سے نہیں ہوگا۔ ضرورت اِس امر کی ہے کہ حکومت ہند فوری طور پر اِس کتاب کی ضبطی کا حکم نامہ جاری کر کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا احترام کرے اور اپنے دامن پر لگے اِس دا کو دھوئے۔"(۷)

"خیر مقدم" کے عنوان سے "صدائے حق" بارے قارئین کی رائے درج کی گئی ہے:

"مکرمی تسلیم!"

"صدائے حق"

کا پہلا شمارہ نظر سے گزرا ہے واقعی قابل تعریف ہے۔ پہلے پرچے کی معنوی اور صوتی خوبیاں اِس کے روشن مستقبل کو پتہ دیتی ہیں۔"(۸)

"صدائے حق" کا تیسرا شمارہ اتوار کے دن موقع 24 جون بمطابق 18 رمضان المبارک سے 1370ھ میں شائع ہوا۔ سَرورق پر "حکومت حق" کے عنوان کے تحت علامہ اسد ملتانی کی ایک نظم موجود ہے۔ جس کا آخری شعر ہے۔

ہے جہاں اک بھی مسلمان کا وجود

ہیں وہاں حق کی حکومت کی نمود

اِس شمارے کے اداریئے میں 7 عنوانات دیے گئے ہیں۔

1۔ تین پہلو

2۔ ستلج اور انصاف

3۔ ملتان کی لائبیریاں

4۔ روزنامہ آفاق

5۔ ہمارا خواب

6۔ افریقہ میں نو آبادیاتی غلامی

7۔ شعلہ شبنم

ادارتی اہمیت کے حوالے سے افریقہ میں نو آبادیاتی غلامی کے بارے میں اہم اقتباس ملاحظہ کریں:

"امریکہ اور مغربی یورپ کو نو آبادیاتی اجارہ داری نے جو انسانیت سوز استحصالی اور غلامانہ محنت کے ذریعے بے شمار سرمایہ حاصل کر کے اپنی تجوریاں بھر

رہے ہیں۔ یہ ساری دولت افریقہ کے لاکھوں محنت کشوں کے خون کو نچوڑ کر اکھٹی کی گئی ہے۔"(۹)

"تین پہلو" میں مسئلہ کشمیر اور ہندوستان کے رویے پر ملامت کی گئی ہے اور پاکستان کے رویے پر بھی عدم اطمینان کا اظہار کیا گیا ہے۔ اخبار کے نزدیک پنڈت جواہر لعل نہرو اور پاکستان کے وزیر خارجہ دونوں کے بیانات انتہائی اقدام ہیں۔ پھر بھی پاکستان کے وزیر خارجہ کا بیان زیادہ سنجیدہ اور محتاط ہے۔ " پنڈت جی کے نزدیک ظفر اللہ خان (وزیر خارجہ پاکستان) کا بیان زیادہ احتیاط اور سنجیدگی کے ساتھ دیا گیا ہے۔ پنڈت جی چونکہ بے حد جذباتی انسان واقع ہوئے ہیں۔ ہمیں ہنگامی صورتحال کے پیش نظر اِن سے سنجیدگی اور اچھائی کی امید نہیں رکھی جا سکتی۔ اِس کے علاوہ اِن کے اس بیان کا ایک فقرہ یہ بتاتا ہے کہ ہم کشمیر کسی کو نہ دیں گے۔"(۱۰)

" ستلج اور انصاف" میں بہاولپور سے نکلنے والے دو اخباروں "ستلج" اور "انصاف" کے بند ہونے پر آواز بلند کی گئی ہے۔ ان اخباروں کے بند ہونے پر سارے پاکستان کے اخبار نویسیوں نے فریاد کی یہ اخبار چھ ماہ تک بند رہے۔ حکومت بہاولپور کے اِس مکروہ اقدام پر ارشد ملتانی صاحب اپنے اداریے میں اِس طرح تشویش کا اظہار کیا:-

"پاکستان نیوز پیپرز ایڈیٹرز کانفرنس کی اِس سلسلے میں ایک ذیلی کمیٹی مقرر کر دی ہے۔ جو بہاولپور جا کر حکومت کے ساتھ مذاکرات کرے گی۔ جہاں تک پی- این- ای-سی کے اِس مطالبے کا تعلق ہے کہ بغیر پریس ایڈوئیزری کمیشن کے مشورے کے اخباروں پر پابندی لگانے آزادی صحافت پر حملہ ہے۔"(۱۱)

"ملتان میں لائبریریاں" اِس عنوان کے تحت ایک ایسے مسئلے پر توجہ دلائی گئی ہے جو کہ توجہ طلب ہیں۔

"پبلک لائبریری باغ لانگے خان کے اوقات بہت ناموزوں ہیں۔ مثلاً آج کل شام کے چار بجے سے سات بجے تک کا وقت ہوتا ہے۔ حالانکہ حالات کو سامنے رکھتے ہوئے لائبریری رات کے دس بجے تک کھلی رہنی چاہیے لوگ سات بجے آتے ہیں اور ٹائم ختم ہو جاتا ہے۔"(۱۲)

روزنامہ آفاق میں اخبار کے دوبارہ شائع ہونے کی خبر دی گئی ہے۔

"ہفت روزہ آفاق کے اعلان مطابق 14 جون 1951ء کو روزنامہ کی صورت میں صحافت کے آسمان پر جلوہ آفروز ہونے والا ہے۔"(۱۳)

"ہمارا خواب" اخبار کے مخالفین کو ان سرگرمیوں سے خبردار کیا گیا ہے۔ ہمارا یہ پکا ارادہ تھا۔ اور اب بھی ہے جو بغیر کسی قسم کے اختلافی جھگڑوں میں پڑنے کے ہمیشہ حُسن سلوک اور رواداری کے ساتھ صحافتی فرائض انجام دیے جائیں گے۔ لیکن کچھ نادانستہ وجوہات کی بنا پر ہمارے کچھ دوستوں کو ہماری طرف سے رنج کی شکایت ہے۔

> "اِس کے ازالے کے لیے میاں محمد شفیع صاحب نے بڑے خوبصورت طریقے سے سمجھایا اور معاملہ رفع دفع کر دیا۔ لیکن ہمارے ایک دوست اِس متفقہ فیصلے کے باوجود سراسر جھوٹ اور کم ظرفی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اِس بات کے علاوہ کہ ہمارا جماعت اسلامی کے تعلق ہے۔ اور نہ ہی مسلم لیگ کی مخالفت ہمارا نصب العین۔ ہم یہ بات صاف ظاہر کر دینا چاہتے ہیں کہ ہماری شرافت کا ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کی جائے۔ ورنہ ہمارے ہاتھ بھی قلم ہے اور ہمیں دوسروں سے لکھوانے کی ضرورت بھی نہیں پڑتی۔"(۱۴)

شعلہ شبنم میں اخبار کے قارئین کی رائے سے متعلق خطوط چھاپے گئے ہیں۔ خانیوال سے ایک قاری لکھتے ہیں:

> " آپ کا پرچہ "صدائے حق" نظر سے گزرا اللہ جانتا ہے کہ یہ نظر سے گزرا کیا ہے؟ (ہم نے تو اس طرح پڑھا ہے) پڑھ کر دل بہت خوش ہوا۔ یہ سلیس اردو میں لکھا گیا ہے۔ ہم تو جریدہ دینے کا ارادہ کر چکے ہیں۔ اللہ آپ کے اس پرچے کی عمر دراز فرمائے۔ اخبار احتیاط سے روانہ کیا کریں۔ آج کل طالب علموں کی شدید کمی ہے۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ یہ آپ کی پوری مدد کی جائے۔ مزید کیا لکھیں پھر کبھی سہی۔"(۱۵)

"صدائے حق" کا چوتھا شمارہ نمبر جو کہ 7 جولائی 1951ء بمطابق یکم شوال المکرم 1370ھ میں شائع ہوا۔ سَر ورق پر الطاف مشہدی کی یہ نظم موجود ہے۔"

آنسوؤں کی آگ آنکھوں سے برستی ہے تو کیا؟
ظلم کی سوغات ایوانوں میں سُنی ہے تو کیا؟
کون کہتا ہے ہم برباد ہیں
اے بلال عید!
ہم آزاد ہیں،
دلشاد ہیں۔"

اداریے کا بڑا عنوان "المیہ" ہے۔ اداریے میں ارشد صاحب کی انسان دوستی، سماجی شعور اور سمجھ واضح ہے۔ ارشد صاحب کی تحریریں یتیموں اور بے سہاروں کی آہیں صاف نظر آتی ہیں۔

> " آزاد پاکستان کے آزاد مسلمان آزادی کی عید کے مزے اُڑا رہے ہیں۔ تمام ماہ صیام کے روزوں کی تھکاوٹ کے بعد چہروں پر خوشی کی رونق نے ہر بندے کو مسرور کیا ہوا ہے۔ ہر بندہ اپنے ظرف کے مطابق عید کی خوشیوں کا استقبال کر رہا ہے لیکن ہمیں ان ہنستے نظاروں اور من بھاتے منظر ہے تھوڑی دیر میں نظر بنا کر واقعات و حالات کے پس منظر ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ غور کرنا چاہیے۔ تو یہ بے پناہ خوشیاں غموں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ دل اور اور روح خوشی کی بجائے غم میں ڈوب جاتا ہے۔ ارمان یہ ہے کہ وہ مسلمان ہم سے دور اپنے وطن میں ہوتے ہوئے بھی بے وطن ہیں اور انتہا پسند غیر مسلمانوں کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔"(١٦)

"صدائے حق" کا پانچواں شمار ملتان نمبر ہے۔ جو کہ 20 مئی 1956ء میں شائع ہوا۔ اداریہ کچھ اِس طرح ہے جس کی تقسیم دیکھیں:

1۔ کچھ اپنے بارے میں

2۔ خطرناک فراموشی

3۔ رپورٹ شائع کی جائے

4۔ چین زندہ باد

5۔ چھوٹے سہارے

6۔ جمہوریت پسندی کا ثبوت دیجیے

7۔ لاہور کی مٹھیارہاں

"کچھ اپنے بارے میں" لکھتے ہیں کہ:

> "ملتان نمبر کی اشاعت کا مرحلہ دور سے جتنا آسان نظر آتا تھا۔ نزدیک آنے پر اتنا ہی مشکل ثابت ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ نمبر شائع ہونے میں کچھ تاخیر ہوئی ہے۔ خیر جو کچھ آپ کے سامنے ہے۔ اس کی قدر و قیمت کسی صورت نہیں ہے۔ ہم نے اپنی طاقت اور استطاعت کے مطابق یہ کام شروع کر دیا ہے۔ ہمیں امید بلکہ یقین ہے کہ اِس کا انجام بہت خوبصورت ہوگا ہمارا ارادہ ہے کہ گاہے گاہے اخبار کا ملتان نمبر شائع ہوتا رہے۔"(١٧)

"رپورٹ شائع کی جائے" میں قائد ملت لیاقت علی خان کے قتل کی رپورٹ شائع کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے اور محروم کی خدمات کی تعریف کی گئی ہے۔

"خطرناک فراموشی" بنگال میں بے تحاشہ بے چینی کے بارے میں توجہ دلائی گئی ہے۔ ارشد ملتانی کے نزدیک یہ اضطراب پاکستانیوں کے لیے پریشان کن ہونا چاہیے۔ یہ بات بالکل قابل افسوس ہے کہ ایک خاص ادیب و شاعر اور صحافی تو یہ دکھ محسوس کرلیتا ہے۔ لیکن حکام بالا میں سے کسی نے بھی اِس پر توجہ نہ دی۔ نتیجہ کیا نکلا کہ پاکستان دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ اداریہ نگار کی بصیرت، باخبری اور دور اندیشی قابل تعریف ہے۔

> "پچھلے دنوں زبان کے مسئلے پر جو ناخوشگوار واقعات رونما ہوئے اور جن کی وجہ سے سارے پاکستان کے لیے فکر اور تشویش کے نئے راستے کھل گئے ہیں۔ اِن کی تلخی شدت کو محسوس کرتے ہوئے پاکستان کی سالمیت کو آئندہ ہر قسم کے خدشات سے بے نیاز کرنے کے لیے ملک کے دانشوروں نے حکومت کو بعض معقول تجویزیں پیش کی گئی ہیں۔ کہ ارباب حکومت کو مشرقی پاکستان اور وہاں کی عوام سے اتنی دلچسپی ہونی چاہیے جتنی مغربی پاکستان اور اِن کی عوام کے ساتھ ہے۔ اس کے علاوہ مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان کی عوام کے درمیان باہمی رابطے کے لیے ضروری کہ مشکلات کو کم کیا جائے۔"(۱۸)

" جھوٹے سہارے" میں بھی ارباب اختیار کا رونا رویا گیا ہے کہ یہ لوگ اقوام متحدہ اور امریکہ جیسے ملکوں اور اداریوں سے خیر کی امید لگائے بیٹھے ہیں۔ اِن کے پالیسیاں پاکستان کے خلاف ہیں۔ اداریہ نگار سردار ابراہیم کے اِس بیاں کا مقصد یہ ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ پاکستان اِس کا کوئی معقول حل لاش کرے لیکن آج تک پاکستان کے ناخدا اِس مسئلے کا کوئی متوازی حل تلاش کرنے میں ناکام ہیں کیونکہ احکام بالا کی نظر نہ صرف اب تک انگریزوں کے سرمے سے روشن ہے بلکہ مرعوب بھی ہے۔

سردار ابراہیم پچھلے دنوں جائز طور پر جمہوریت پسند انسانوں سے مطالبہ کرتے ہوئے حکومت پاکستان کو تاکید کی ہے کہ اقوام متحدہ اور امریکہ کے چھوٹے سہاروں پر بھروسہ نہ کریں اور کشمیر بارے آپ ہی قدم اٹھائیں۔ حق اور سچ کو سامنے رکھتے ہوئے یہ مطالبہ حقائق کی بنا پر جائز اور سو فیصد درست ہے اور حالات کی نزاکت واقعی کسی مثبت اقدام کا تقاضا کرتے ہیں۔ امریکی شاتر اور اقوام متحدہ کے چالباز مہرے نت نئی صورتحال پیدا کر کے پاکستان کی عوام کے جذبات کے ساتھ کھلواڑ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حکومت پاکستان اپنی حکومتی مصلحت کے ساتھ ساتھ عوامی تقاضوں کو بھی سامنے رکھے۔

> "کشمیر کا مسئلہ آئین اور انصاف کی تمام حدود طے کر چکا ہے۔ حکومت کو بھی اِن حقائق کا علم ہے کہ کشمیر کے مسئلے پر امریکہ اور اِس کی غلام اقوام متحدہ حق و انصاف کے پیش نظر دلچسپی نہیں لے رہی۔ پاکستانی عوام بجا طور پر یہ مطالبہ کر سکتی ہے کہ حکومت پاکستان زیادہ دیر تک ان جھوٹے سہاروں کے فریب میں رہتے۔"(۱۹)

"جمہوریت پسندی کا ثبوت دیجئے۔" حکومت پر جمہوری اقدار کی پامالی پر گہرا طنز کیا گیا ہے۔ ارشد کے قلم نے یہاں صحافت کے نصب کو پورا کرتے ہوئے اپنے جمہوریت پسند ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ حکومت سردار ابراہیم خان اور خان عبدالغفار خان پر جیل میں ظلم کر رہی تھی۔

یہ احتجاج دیکھیں:

> " ویسے تو پاکستان میں بہت سارے حریت پسند بلاوجہ قید ہیں۔ اب جو تازہ واقعات سامنے آئے ہیں وہ تشویش ناک ہیں۔ خان عبدلغفار خان کی داستان الم ابھی ختم نہ ہوئی کہ اب مرزاابراہیم خان کی پرسوز کہانی سُن رہے ہیں۔ اگر حقائق یہی ہیں جو معلوم ہو رہے ہیں تو صورتحال پاکستان جیسے جمہوریت کے دعوے دار حکومت کے دامن پر بدنما داغ ہے۔"(۲۰)

"چین زندہ باد" میں پاکستان کی ترقی اور چین کی ترقی کا موازنہ کیا گیا ہے۔ چاہے یا چین پاکستان کے بعد آزاد ہوا ہے۔ لیکن وہاں کی عوام اپنی منزل پر پہنچ گئی ہے۔ پاکستانی عوام ابھی بھی جدوجہد میں مصروف ہے۔ جس کی وجہ اداریہ نگار کی نزدیک یہ ہے کہ ہمیں آزادی کا شعور نہیں ہے جبکہ چینیوں کو آزادی کا شعور ہے۔

> " ہم بہت خوش ہوتے ہیں۔ جب ہم اپنے دوست ہمایہ چین کی آزادی کے حصول کے بعد بہت تھوڑے عرصے میں اِس حیرت انگیز ترقی کی رفتار پر غور کرتے ہیں۔۔۔ کاش ہم بھی پانچ سالوں میں ایسی ترقی حاصل کرتے۔ جیسی ہمارے دوست ہمائے چین نے دوسالوں میں حاصل کی ہے۔"(۲۱)

"صدائے حق" کا چھٹا شمارہ مورخہ 29 اگست 1957ء میں شائع ہوا۔ اِس کے اداریئے میں پانچ عنوانات قائم کیے گئے ہیں۔

1۔ جذبات پرستی اور قانون وانصاف کے تقاضے

2۔ انجمن گلشن ادب ملتان

3۔ ملتان کا پرچو ھتا بندونشہ کرتا ہے۔

4۔ صوبہ سرحد (خیبر پختونخواں) میں ٹیلی فون بنانے کا کارخانہ قائم کیا جائے۔ ہسپتال اور سکول کا قیام صاحب سروت حضرات کے لیے سرمایہ بصیرت

> "جذبات پرستی اور قانون و انصاف کے تقاضے" اِس میں اداریہ نگار نے اِن لوگوں پر طنز کیا ہے۔ جو حکومتی کاموں پر تنقید برائے تعمیر کی بجائے تنقید برائے تنقید کے اصول پر عمل کرتے ہیں۔ اِن کو اچھی سے اچھی چیز بھی خراب محسوس ہوتی ہے۔ قانون اور انصاف کی رو سے ہر آزاد مملکت کے آزاد شہری کو حکومت کی پالیسی اور اختلاف کے ساتھ ساتھ جائز اور معقول تنقید کرنے کا حق

ہے۔ شرط کہ اختلاف اصولی، تنقید، خلوص نیت اور تعمیری نقطہ نظر سے ہونہ کہ تخریبی ۔۔۔بد قسمتی سے ہمارے ملک میں بہت سارے گروہ اور بہت سے لوگ اِس غلط فہمی میں قانون اور انصاف کی حدود پھلانگ جاتے ہیں کہ ہم جو کچھ سوچتے اور کرتے ہیں وہی درست ہے باقی سب غلط۔"(۲۲)

"انجمن گلشن ادب" اِس عنوان سے ظاہر ہے کہ اداریہ نگار اور دوسرے کچھ دوستوں نے مل کر ایک ادبی تنظیم بنائی ہے جس کا دفتر بوہر گیٹ سے اندرون تھا۔ اخبار کے مطابق اِس کا پہلا اجلاس 28 اگست شام 7 بجے ہوا۔ تنظیم کا مقصد ارشد کے مطابق نوجوانوں اخلاق کو کردار سازی اور ادبی ذوق کی ترویج ہے۔ نوجوان کسی بھی قوم کا مستقبل کا سرمایہ ہوتے ہیں۔

" وہ قوموں اور ملکوں کی زندگی نوجوان نسل کے اخلاق اور کردار پر منحصر ہوتی ہے۔ دانشور اچھی طرح جانتے ہیں کہ نوجوان کا اخلاق اور کردار کی پاکیزگی قوم کے روشن مستقبل کی ضمانت ہے۔ اِس بات کا سامنے رکھتے ہوئے اہل ذوق اور باذوق نوجوانوں نے گلشن ادب" کے نام سے ایک انجمن بنائی ہے۔"(۲۳)

"ملتان میں ہر چوتھا آدمی نشہ کرتا ہے۔" مدینہ الاولیاء ملتان میں اِس بارے اداریہ نویس نے تشویش ظاہر کی ہے۔

"ملتان میں نشہ آور چیزوں کا استعمال بہت بڑھ گیا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ہر چار بندوں میں سے ایک بندہ بھنگ، پوست، ہفیم یا چرس استعمال کرتا ہے۔ اکسائز کے مقامی حکام نے گزشتہ ماہ کئی مقدمے درج کیے ہیں۔ جن کے پاس ناجائز نشہ آور ادیات تھیں اِن کو سزا بھی ہوئی ہے۔"(۲۴)

4۔ صوبہ سرحد میں ٹیلی فون کا کارخانہ قائم کیا جائے گا۔"

کالم نگار نے کراچی میں باوثوق ذرائع سے ملتان کی عوام کو یہ خوش خبری دی ہے کہ حکومت جلد جرمنی کے مشہور فرم میرز سیمنس اینڈ ہاکسلے کی شرکت داری سے صوبہ سرحد (موجودہ خیبر پختونخواں) کے ضلع ہزارہ کے شہر ہری پور کے مقام پر ٹیلی فون اور اس کے سامان تیار کرنے کا کارخانہ لگانے والی ہے۔

" ہسپتال اور سکول کا قیام" اِس عنوان کے تحت دو طبیب وطن کے قربانیوں کو موضوع بنایا گیا ہے۔ جنہوں نے اپنی پنشن کے آخری سہارے کو خرچ کر کے سکول اور کالج بنائے۔ "صدائے حق"کا ساتواں شمار اگست 1958ء کو شائع ہوا۔ جس کے سرورق پر شاعر عبد الغنی کی نظم "واعظو"شاعر کے نام کے ساتھ موجود ہے۔

جس کا ایک مصرعہ کچھ یوں ہے:

"شاعروں،واعظو،مصنفو،زندگی کے قریب آجاؤ!"

ارشد ملتانی نے"صدائے حق" کے ساتویں شمارے کے اداریئے کو پانچ عنوانات میں تقسیم کیا ہے۔

1۔ پرستش

2۔ یہ بھارت

3۔ ایرانی سیاست نئے مرحلوں میں

4۔ لیٹر بکسوں کی کمی

5۔ اقوام متحدہ امن چاہتی ہے۔

"پرستش" میں ہماری اندھی پرستش کو طنز کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ ہمارے فرد پسندی جب ہمارا تعصب بنتی ہے تو اِس کے کیا نتائج نکلتے ہیں۔

> " ملک پرستی ہو یا دوست پرستی، قوم پرستی ہو۔ گروہ پرستی یا فرد پرستی، پرستی بہرحال ایک خطرناک لعنت ہے۔ جو کہ سوچنے سمجھنے اور غور و فکر کی ساری قوت کے رخ کو ایک مرکز کی طرف موڑ دیتی ہے۔ جس کے بعد انسانی دل و دماغ حقائق قبول کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ مطلب یہ ہوا کہ انسان کی مقبولیت ختم ہو جاتی ہے۔"(۲۵)

"یہ بھارت ہے"اِس میں ہندو مسلم فسادات کو موضوع بنایا گیا ہے۔ وہ ہندوستان جو کہ سیکولر ہونے کا دعوے دار ہے۔ اس دعوے کی حقیقت کیا ہے؟ اقلیتوں کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ اِس ظلم کا شکار مسلمانوں کے علاوہ سکھ اور کئی دوسری اقلیتیں بھی ہوتی ہیں۔ اداریہ نویس اِن مظالم کو ہفت روزہ "بیباک" (ہندوستان کا اخبار) کے ذریعے ہمارے سامنے پیش کیا۔ یوپی سے شائع ہونے والے اخبار کا تبصرہ دیکھیں:

> " آزادی کے بعد، ساری دنیا کے مصیبتوں کے مارے لوگوں کی طرح طرح کے عہدے، پرمٹ لائسنس عطا ہو رہے ہیں۔ اِس وقت دیوبند کو قومی خدمات کا کیا صلہ ملا ہے۔ 2 فسادجن میں تین مسلمان شہید ہوئے ہیں اور تقریباً اڑھائی درجن دکانیں لوٹی گئی ہیں۔ دس مسلمانوں کے حصے میں پندرہ پندرہ مہینوں کی قید آئی ہے۔ کیا یہ صورتحال آج کے ہندوستان کی نہیں؟"(۲٦)

" ایرانی سیاست نئے مرحلوں میں" ارشد کے نزدیک ڈاکٹر مصدق نے برطانیہ کے ساتھ تیل کے سمجھوتوں کو مسترد کر کے اپنی روایتی بہادری کا مظاہرہ کیا ہے۔

> "ڈاکٹر مصدق کی حکومت نے نئی برطانوی تجویزوں کو مسترد کر دیا ہے اور ایک بار پھر اپنی جراَت کا ثبوت دیتے ہوئے قومی اور ملی تقاضوں کو پورا کر دکھایا ہے۔"(۲۷)

"پنڈت نہرو اور مولانا آزاد کا استعفیٰ" اِس میں دونوں رہنماؤں کی کانگرس سے دستبرداری کا ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ اخبار کی رائے میں کانگرنس کی سیاست پر اب رجعت پسند اور کٹر ہندو آ گئے ہیں۔ اِس لیے اِن دونوں رہنماؤں نے استعفیٰ دے دیا ہے۔

> " مولانا آزاد اور پنڈت نہرو کا مجلس عامہ اور پارلیمنٹری بورڈ سے استعفیٰ کے بعد کانگرنس کی جو پوزیشن ہمارے سامنے ہے۔ اِس پر دل مطمین نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی اِس انقلاب کے خدوخال کو دیکھتے ہوئے اتنا ضرور سمجھ آتا ہے کہ کانگرنس میں اِس وقت خطرناک جراثیم گھس چکے ہیں۔"(۲۸)

"اقوام متحدہ امن چاہتی ہے۔" اِس میں "امن" کے لفظ کو طنزاً استعمال کیا گیا ہے۔ کیونکہ اِس پر اقوام کا عمل برائے نام ہے۔ اقوام متحدہ بذات خود بھی اِس لفظ کے ساتھ مذاق کرتی ہے۔ شمالی کوریا کے صدر نے اقوام متحدہ میں شکایت کی ہے کہ اقوام متحدہ کی فوج جہازوں کے ذریعے اِن کے علاقوں میں زہریلی گیس والے بم بے رحمی سے استعمال کر رہی شمالی کوریا کے دوسرے علاقوں میں اندھا دھند بمباری کر کے شہروں اور دیہاتوں کو تباہ کر رہی ہے۔"

"صدائے حق" کا آٹھواں شمارہ عید نمبر ہے۔ ارشد صاحب نے اس بار اخبار کے چہرے کو رنگین بنایا ہے۔ سرورق پر کوئی تحریر شائع نہیں کی گئی۔ اور خلاف معمول سرورق کو خالی چھوڑ دیا گیا۔ اداریئے پر اشاعت کی تاریخ ذوالحجہ 1370 بمطابق 13 ستمبر 1951ء درج ہے۔ اداریئے کو سات، عنوانات میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔ صلح نامہ جاپان

2۔ پر بربریت

3۔ کشمیر کا مسئلہ

4۔ متحسین فیصلہ

5۔ پوسٹ ماسٹر جنرل توجہ کریں

6۔ ہدیہ تبرک

7۔ قائداعظم کا یوم وفات

"صلح نامہ جاپان" میں امریکہ اور جاپان کے درمیان طے پانے والے سمجھوتے کی حقیقت منکشف کی گئی ہے۔ اداریہ نویس کے نزدیک یہ معاہدہ امریکہ جیسے سامراجی طاقت کا ایک ہتھکنڈا ہے۔ یہ سمجھوتے کی شرطیں طے ہو گئی تھیں تو جاپان کی کٹھ پتلی حکومت پر علامت ہوئی۔ دوسری طرف امریکہ کی اشتراکیت سے بوکھلاہٹ ظاہر ہوتی ہے۔

"ہر وہ بندہ جو تھوڑی بہت سیاسی بصیرت رکھتا ہے۔ امریکہ کی سامراجی خواہشوں کا اندازہ با آسانی لگا سکتا ہے۔ حقیقت میں یہ صلح نامہ نہیں بلکہ ایک ایسا جنگ نامہ ہے جو کہ امریکہ نے ایشیا میں اپنے پیر جمانے کے لیے مرتب کیا ہے۔"(۳۰)

"بربریت" اس عنوان کے تحت ہندوستانی سرحدی عملے کے مظالم کرتا ہے۔ کہ کس طرح ہندوستان کا سرحدی عملہ پاکستان آنے والے مہاجرین سے مظالم کرتا ہے۔

> "پاکستان آنے والے غریب ہندوستان کے مہاجرین پر ہندوستانی سرحدی عملہ جس طرح مظالم ڈھا رہا ہے۔ مظالم کی یہ کہانیاں سن کر انسانیت خون کے آنسو روتی ہے۔ یہ سلسلہ کوئی آج کا نہیں ہے بلکہ عرصہ دراز سے جاری ہے۔ ملک کے اخبار اِس ظلم کے بارے لکھتے رہتے ہیں۔ حکومت پاکستان کو چاہیے۔ ایسے واقعات کے تدراک کے لیے کوئی راستہ نکالے۔"(۳۱)
>
> "مستحسن فیصلہ" میں "ستلج" اور "انصاف" اخبار کے مسلسل پر سے پابندی اٹھانے کے بارے جو احسن فیصلہ ہوا ہے۔ ہر انصاف پسند اِس فیصلہ کا خیر مقدم کرے گا۔ اِس دور میں اخبارات کی آزادی کو اہمیت نہ دینا ایک ایسی شدید غلطی ہے۔ جس کا خمیازہ کبھی نہ کبھی حکومت کو اٹھانا پڑے گا۔"(۳۲)

"صدائے حق" کا نواں شمارہ محرم نمبر ہے۔ جو کہ 17 محرم 1371ھ بمطابق 20 اکتوبر 1951ء کو ضائع ہوا۔ اِس کا سرِ ورق اداریہ ہے جس کا عنوان "حسین کا مقصدِ عظیم اور ہم" اِس میں شہادت امام حسین علیہ السلام کی اہمیت معنویت اور اثرات کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ شہادت امام حسین کے علاوہ بھی تاریخ اسلام میں اور بھی ظالمانہ واقعات ہوئے ہیں لیکن کیونکہ یہ منظم تحریک کا حصہ نہ تھے۔ اِس لیے اِن کی تشہیر نہ ہو سکی۔

> "بے شک کربلا کا سانحہ بھی ایک عظیم سانحہ ہے لیکن جو دوسرے ہزاروں سانحات اِسلام کے فروغ میں پیش آئے وہ کیوں بھلا دیے گئے ؟ کیا اِس واسطے کہ یہ واقعات کسی منظم تحریک کا پس منظر نہیں بن سکے۔"(۳۳)

"مغروروں کو منہ نہ لگائیے" اِس میں ہندوستان پارلیمنٹ کے مغرور رکن حسین امام کے کراچی آنے پر تبصرہ کیا گیا کہ ایسے مسلمان مغرور رہنماؤں کو منہ نہ لگایا جائے کیونکہ اگر فرار کا یہ سلسلہ جاری رہا اور حکومت حوصلہ افزائی کرتی رہی تو ہندوستان میں مسلمانوں کے مفادت کا تحفظ کون کرے گا۔

> "ہندوستانی پارلیمنٹ کے رکن اور ہندوستانی مسلمانوں کے رہنما مسٹر حسین امام اِن دنوں کراچی آئے ہوئے ہیں معلوم ہوا ہے کہ وہ مستقل پاکستان میں سکونت اختیار کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ چوہدری خلیق الزماں اور دوسرے مغرور رہنماؤں کی آمد کے بعد جو وہ کسر باقی رہ گئی تھی وہ مسٹر امام نے پوری کر دی ہے۔ حکومت پاکستان کو چاہیے کہ اِس وقت ایسے لوگوں کی بالکل حوصلہ افزائی نہ کریں۔"(۳۴)

"مستحسن اقدام" میں حکومت نے نیم حکیموں کے خلاف جو اقدام اٹھایا ہے اس کا خیر مقدم کیا گیا ہے حکومت کو یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ جو اچھے حکیم ہیں اور ایک عرصہ دراز سے انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں۔ اِن کے لیے کوئی متبادل طریقہ کار اختیار کیا جائے۔ "حکومت پنجاب نے اِن دنوں غیر مستند حکیموں کے لیے بے حد پریشانی کی وجہ بنا ہوا ہے۔ حکومت بے شک اِس معاملے پر موثر اقدامات کرے۔ لیکن ذرا احتیاط کے ساتھ کیونکہ بہت سارے ایسے حضرات بھی اِس ماحول میں موجود ہیں۔ جو سند سے بے نیاز ہونے کے باوجود بہت سے سند یافتہ سے بہتر معالج ہیں۔"(۳۵)

" اقوام متحدہ اصل روپ ہیں" اِس میں اقوام متحدہ اور امریکہ کے مکروہ کردار کو عیاں کیا گیا ہے۔ ارشد کے نزدیک اقوام متحدہ امریکہ کی وجہ سے پاکستان کی خیر وخواہ نہیں بن سکتی۔ کیونکہ کو اقوام متحدہ کو امریکہ کی نازبرداری سے ہی فرصت نہیں ہے۔ "صدائے حق" کا مؤقف ہے کہ یو۔این۔او کی ساری پالیسیاں امریکہ بناتا ہے۔ اِس لیے کسی خوش فہمی میں نہیں رہنا چاہیے۔

"خوش قسمتی کہیں یا بد قسمتی ہم اِن لوگوں میں سے ہیں جن کو اقوام میں متحدہ سے کسی قسم کی اچھائی کی امید نہیں ہے۔ کیونکہ ہمیں اِس رجائیت کے انجام کی خبر ہے۔ اِس لیے ہم نے حکومت پاکستان کی اقوام متحدہ نواز پالیسی کے ساتھ ہمیشہ دیانت دارانہ اختلاف کیا ہے۔"(۳۶)

" ایران کے بعد مصر" اداریہ نویس نے مصر میں سیاسی شعور آنے پر خوشی کا اظہار کیا ہے۔ کیونکہ ایران کی طرح مصر بھی سامراجی طاقتوں کے خلاف اقدام شروع کر دیے ہیں۔ مصر نے برطانوی بالادستی سے جان چھڑانے کے لیے ایک مدت سے جدوجہد کر رہا ہے۔ ایران سے برطانوی حقوق کے خاتمے کے بعد مصریوں کے جائز مطالبات میں بڑی شدت پیدا ہو گئی ہے۔ یہ شدت بہت حد تک جائز اور مقبول ہونے کے ساتھ ساتھ وقتی تقاضوں کے عین مطابق ہے۔"(۳۷)

"صدائے حق" کا دسواں شمارہ 25 نومبر 1951ء بمطابق 1371ھ اتوار کے دن شائع ہوا۔ اِس میں چار عنوانات کے تحت اداریہ لکھا گیا تھا۔

1۔ قادر بخش رپورٹ

2۔ جمہوریت زندہ باد

3۔ گیہوں کی قلت

4۔ آہ، نصیر الدین مرحوم

"قادر بخش رپورٹ" میں میاں ممتاز دولتانہ کے پارلیمنٹری سکریٹری قادر بخش کی رپورٹ کو موضوع بنایا گیا ہے۔ اِس رپورٹ نے عوامی دنوں میں ہل چل پیدا کر دی ہے۔ کیونکہ اِس رپورٹ میں کچھ ایسی باتیں بھی منظر عام پر آئی ہیں جن میں مسلم لیگ کی حکومت بھی قصوروار ہے۔

> "پنجاب کے وزیر اعلیٰ کے پارلیمنٹری سکریٹری ملک قادر بخش کی "ہنگامی رپورٹ" نے پنجاب کی سیاسی فضا میں ہل چل پیدا کر دیا ہے۔ اِس کی شدت کو سامنے رکھتے ہوئے یہ اندازہ باآسانی لگایا جا سکتا ہے کہ موجودہ غیر اطمینان بخشش صورتحال میں پنجاب کا کوئی بھی ذہن مطعین نہیں ہے۔ اِس بے اطمینانی نے اپنی پوری ہمہ گیریت کے ساتھ اربابِ حکومت کے ساتھ اِس کے حواریوں کو بھی اپنی گرفت میں لیا ہوا ہے۔"(۳۸)

"جمہوریت زندہ باد" اِس میں صوبہ سرحد (خیبر پختون خواہ) میں نافذ عبدالقیوم کی جمہوریت کو مذمت کی گئی ہے۔ کیونکہ کالم نگار کے نزدیک صوبہ سرحد میں آمرانہ نظام نافذ ہے۔ اِس ساری صورتحال کا ذمہ دار خان عبدالقیوم خان ہیں۔

اداریہ نویس نے مرکز کی طرف سے اِس اقدام کی حمایت کی مذمت کی ہے اور لکھتے ہیں:

> " خان عبدالقیوم خان اپنے اثر و رسوخ اپر اتنا غرور کرتے ہیں کہ انہیں اپنے مخالف کی طاقت کسی پہلو کا کوئی اندیشہ رہا نہیں ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ سارے پاکستان کا پریس خلاف ہو جائے۔ رائے عامہ ہزار انقلابی صورت بدل لے۔ جب تک مرکز کی خوشنودی ہمارے شامل حال ہے۔ ہمارا کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔"(۳۹)

" آہ نصیر الدین مرحوم" سرائیکی زبان کے عالمی شہرت یافتہ شاعر خرم بہاولپوری کے لیے تعزیت کا اظہار کیا گیا ہے۔ بہاولپور کے شہریوں سے یہ امید رکھی گئی ہے کہ مرحوم کی خدمات کے صلے میں اِن کی یادگار تعمیر کی جائے۔

> "خرم سائیں اِس وقت عمر کے آخری مرحلے میں ہیں۔ پھر بھی ایسے انمول شخصیت کی موت کا صدمہ اہل ذوق کے لیے غم کا باعث ہے۔ خدا لگتی یہ ہے کہ خرم سائیں ایک عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ اِن کی شاعری میں کئی رنگ تھے۔ ہمیں یقین ہے کہ بہاولپوری اِن کے شان شیان کوئی یادگار قائم کر کے اِس بزرگ شاعر کی عظمت کو قائم کریں گے۔"(۴۰)

"صدائے حق" کا گیارواں شمارہ 2 دسمبر 1951ء بمطابق 1471ھ میں شائع ہوا۔ اداریے کو پانچ عنوانات میں کیا گیا ہے۔

1۔ اقوام متحدہ کیوں خاموش ہے۔

2۔ نوائے وقت

3۔ وقت کا اہم مسئلہ

4۔ انقلاب

5۔ بلیک آؤٹ میں سختی

"اقوام متحدہ کیوں خاموش ہے" اِس میں کالم نگار اقوام متحدہ کے روایتی کردار پر تنقید کرتا ہے۔ کیونکہ مصر اور برطانیہ کے درمیان جھگڑے کے معاملے میں اقوام متحدہ بالکل خاموش ہے۔ ارشد کے مطابق امریکہ نے اقوام متحدہ کی زبان پکڑی ہے۔

> "برطانیہ اور مصر کے درمیان کئی دنوں سے چپل رہا ہے اور یہ جنگ کی طرف جارہا ہے۔ اقوام متحدہ جو کہ دنیا میں امن وامان کی ٹھیکیدار ہے۔ اللہ جانے کیوں اِس جھگڑے کو نظر انداز کیا ہوا ہے حالانکہ مصر کے نازک واقعات کوریا کے واقعات سے کسی طور کم اہم نہیں ہیں۔"(۴۱)

"نوائے وقت" اِس میں نوائے وقت اخبار پر پابندی کے حکومتی فیصلے کی مذمت کی گئی ہے۔ ارشد کے نزدیک قیام پاکستان کی جدوجہد میں نوائے وقت کی خدمات بلاشبہ بہت عظیم ہیں۔ حکومت پاکستان یہ اخبار بند کرکے احسان فراموش کررہی ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وطن کے اِس خیر خواہ اخبار پر سے پابندی ہٹائے۔

> "پاکستان کے قیام کے سلسلے میں "نوائے وقت" نے جو خدمات سرانجام دی ہیں۔ وہ قائد اعظم کی سیاسی بصیرت سے ہم آہنگ ہیں۔ اِس ہم آہنگی کا اِس وقت جب پاکستان مضبوط اور مستحکم ہوچلا ہے۔ یہ صلہ دینا کسی بھی صورت قابل قدر نہیں ہے۔"(۴۲)

"بلیک آؤٹ میں سختی" اِس نام پر عوام جس طریقے سے ظلم وتشدد کا نشانہ بنتے ہیں اُس کا رونہ رویا گیا ہے۔ سرکاری ملازمین اِن حالات میں فرعونیت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہ بھی قابل مذمت ہے کالم نگار کے نزدیک بلیک آؤٹ کی اہمیت بھی اپنی جگہ پر موجود ہے۔

> "بلیک آؤٹ کی اہمیت اپنی جگہ موجود ہے لیکن جس قسم کے جبر اور سختی کے ساتھ کام لیا جارہا ہے اسے کسی صورت درست نہیں کیا جاسکتا۔ اِس شق میں جہاں عوام کے صبر و تحمل کا امتحان ہوتا ہے اسی طرح گورنمنٹ کے اِن

ملازمین کے اخلاق اور انتظامی کارکردگی کے لیے بھی یہ وقت ایک امتحانی مرحلے سے کسی طور پر کم نہیں ہے۔"(۴۳)

"صدائے حق" کا شمارہ نمبر 13 مورخہ 23 دسمبر ربیع الاول 1951ء میں شائع ہوا۔ اداریہ نگار نے عنوانات کو کچھ اِس ترتیب دیا۔

1۔ ہماری پالیسی

2۔ زرعی اصلاحات

3۔ جلد نافذ کیجیے

4۔ ڈپٹی کمشنر مظفر گڑھ

5۔ محکمہ صحت اور عوامی نمائندوں کی توجہ کے لئے

6۔ شذرات مقامی افسروں کی توجہ کے لیے

7 شذرات "ہماری پالیسی" میں ایرانی اور مصری اندرونی معملات بارے پاکستان کے واضح مؤقف کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔

"مصر اور ایران اِن دنوں جس کشمکش سے گزر رہے ہیں۔ ان تلخیوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہماری حکومت اور ہمارے اوپر کیا کیا فرائض عائد ہوتے ہیں۔ اِس کا اظہار پاکستان کے ہر کونے سے ہورہا ہے۔ پاکستان بے شک اپنی مصلیحت کی وجہ سے کوئی پالیسی اختیار کرے۔ حکومت کی وہ مصلحتیں بھی کیا جو عوام کو مطمئن نہ کر سکیں۔"(۴۴)

"زرعی اصلاحات جلد نافذ کیجئے۔" کالم نگار کے نزدیک برصغیر کی اسی فیصد آبادی زراعت سے وابستہ ہے اس کے باوجود ملک کا زیادہ تر مفلس کاشتکار ہیں جن کی زندگی بہت مشکل سے گزر رہی ہے۔

"اتفاق کی بات ہے کہ ہمارے ملک کا جو طبقہ سب سے زیادہ مشکل ہے وہ کاشتکار ہیں چاہیے انگریز دور حکومت میں کاشتکاروں کی پسماندگی ختم کرنے کے بڑے وعدے ہوتے رہے ہیں۔ لیکن انگریز کاشتکاروں کی بھلائی سے زیادہ اپنے مفادات کا تحفظ کرتے رہے ہیں۔ اس لیے مسلسل وعدوں کے باوجود کاشتکاروں کی غریبی ختم نہ ہو سکی۔ اب اللہ تعالی کے کرم سے ہم آزاد ہیں۔ ہماری حکومت بھی اِس سلسلے میں دلچپسی لے رہی ہے۔ لیکن زمین داروں کی خبر گیری جس محنت کی ضرورت ہے وہ کافی نہیں ہے۔"(۴۵)

"ڈپٹی کمشنر مظفر گڑھ زندہ باد" میں سر مسعود آئی سی ایس کی فرض شناسی کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے اور انتظامی امور کے لیے ذمہ دار فرض شناس اور ایمان دار آفیسر کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔

"ہمارے ملحقہ مظفر گڑھ کے ڈپٹی کمشنر آئی سی ایس اِس وجہ سے مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے فرض شناسی کا ثبوت دیتے ہوئے مظفر گڑھ کی پسماندہ، غریب اور مجبور عوام کے دکھ درد کا مداوا اپنی مخلصانہ اور دیانت دارانہ سرگرمیوں سے شروع کر دیا ہے۔ مسٹر مسعود کے بارے میں یہ سنا گیا ہے کہ وہ خود بھی کھدر پہنتے ہیں اور عوام کو بھی کھدر پہننے کی تلقین کرتے ہیں اور یہ بھی خبر گرم ہے کہ وہ راتوں کو بھیس تبدیل کر کے غریب لوگوں کی خبر گیری کرتے ہیں۔"(۴۶)

"محکمہ صحت اور عوامی نمائندوں کی توجہ کے لیے" اِس میں ملتان کے گرد و نواح میں چیچک کی بیماری پھیلنے پر تشوی ظاہر کی گئی ہے۔ اِس سلسلے میں محکمہ صحت اور عوامی نمائندوں سے موثر اقدامات کی اپیل کی گئی ہے۔

"ملتان کے غریب اور پسماندہ آبادی والے علاقوں میں اِن دنوں چیچک کی بیماری آئی ہوئی ہے۔ غریب گھروں میں سے شاید کوئی گھر ایسا ہو جو اس موذی مرض سے بچا ہوا ہو۔اِس خطرناک بیماری کے پھیلنے کا سبب بہت زیادہ تر عوام کی جہالت اور پسماندگی ہے۔ پھر بھی میونسپلٹی اور محکمہ صحت پر بڑی ذمے داری آتی ہے۔"(۴۷)

"صدائے حق" کے دو شمارے دستیاب نہیں ہیں۔ ارشد صاحب نے بھی ان کے بارے میں سے لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔ جن کی تفصیل نہیں ملی۔ البتہ شمارہ نمبر 15 مل گیا ہے۔ جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

"صدائے حق" کا پندرہواں شمارہ اتوار جولائی 1952ء میں شائع ہوا۔ اِس کا اداریہ پانچ عنوانات پر مشتمل ہے۔

1۔ عمل کی ضرورت

2۔ خوش فہمی

3۔ عارضی صلح

4۔ نئی شرارت

5۔ گراہم مشن اور کشمیر

"عمل کی ضرورت" اِس میں پاکستان اور ہندوستان کے مابین تنازعات کو موضوع بنایا گیا ہے۔

"ہندوستان کی 90 فیصد فوج پاکستانی سرحد پر اکھٹی ہے۔ حکومت ہند جنگ کے حالات پیدا کر رہی ہے لیکن کیا اِس سے پہلے کشمیر کے اہم فوجی اڈوں پر ہندوستانی فوج قابض نہیں ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم اِس خطرے سے محفوظ ہو جائیں۔ ہمیں جرأت کر کے کشمیری عوام کو آزادی دینی پڑے گی۔ ورنہ ایک کیا دس گراہم ڈکسن آتے جاتے رہیں۔ پاکستان کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتے۔ پاکستان

کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتے۔ پاکستان کا فائدہ اِس میں ہے کہ بروقت خبردار رہے اگر ضرورت پڑے تو پھر کسی قربانی سے دریغ نہ کرے۔"(۴۸)

"نئی شرارت" کے تحت مصر اور برطانیہ کے درمیان نہر سوئیز کے جھگڑے کو موضوع بنایا گیا ہے۔

"نہر سوئیز کے معاملے پر برطانیہ اور مصر کا جھگڑا کافی دنوں سے چل رہا ہے۔ ہمارے نزدیک مصر کے مطالبات بالکل جائزہ اور درست ہیں۔ لیکن برطانیہ اپنی فطری کمینگی اور سامراجی مصلحت کے پیش نظر وادی نیل کی مراعات سے کسی صورت دستبردار نہیں ہونا چاہتا۔ برطانیہ نہیں چاہتا کہ نہر سوئیز اوراِس کے ملحقہ علاقوں سے اپنی فوج چھاونیاں ختم کرے اِس طرح مشرق بعید علاوہ وسط مشرق کے سارے فوجی اڈے برقرار رکھے۔"(۴۹)

"گراہم مشن اور کشمیر" مسئلہ کشمیر بارے بھارتی روایتی ہٹ دھرمی اور گراہم مشن کی حیثیت کا تعین کیا گیا ہے۔

"اقوام متحدہ کے اِس مشن کا انجام بھی جنرل تمنٹر اور سراودن ڈکسن کے مشن کی طرح ہوگا۔ ہمارے اِس خیال کی جھلک آپ نہرو کی تقریر میں دیکھ سکتے ہیں۔ جو انہوں نے آل انڈیا کانگرنس کمیٹی کے اجلاس میں کی ہے۔

"پنڈت جی نے کہا ہے کہ ہم کشمیر میں ارادی قوتوں کے نمائندوں کو صاف کہہ دیا ہے کہ ہم نے سلامتی کونسل کے تازہ ترین ریزولیشن کو منظور نہیں کیا اور نہ ہی منظور کرنے کا ارادہ ہے۔ ہم حیران ہیں کہ اِس کھلی للکار کی روشنی میں ڈاکٹر گراہم کے مشن کی کیا پوزیشن رہ جاتی ہے اور کن توقعات کی بنا پر کشمیر کے مسئلے کو روز بروز پیچھے کیا جا رہا ہے۔"(۵۰)

"صدائے حق" کے تفصیلی مطالعے کے بعد اِس سوال کا جائزہ لیتے ہیں۔ کہ اِن کا معیار کیا ہے؟ اور ارشد صاحب بطور صحافی کس امتیاز اور انفرادیت کے مالک ہیں۔ ارشد ملتانی نے جس دور میں صحافت کے میدان میں قدم رکھا وہ آزاد کے فوراً بعد کا دور ہے۔

پاکستان کو بے شمار مسائل درپیش تھے۔ پاکستان ادب، ثقافت، سیاست اور معاشرت کے بحران کا شکار تھا۔ دوسری طرف ہندوستانی فوج سرحد پر حملہ کرنے کے لیے تیار کھڑی تھی۔ سامراجی طاقتیں بھی پاکستان کے حق میں نہ تھیں۔ ملکی مسائل کے علاوہ شہریوں کے انفرادی مسائل بھی شمار تھے۔

"صدائے حق" میں ملکی مسائل کے علاوہ ملتان کے مسائل بھی بیان کیے گئے ہیں۔ ملتان کی ساری سیاسی، ثقافتی، ادبی اور سماجی ومعاشرتی سرگرمیاں ارشد کا موضوع سخن رہی ہیں۔ اِن کا قلم اجتماعی احساس کا حاصل تھا۔ ارشد میں قلم کے ذریعے جہاد کیا ہے۔ وہ عوامی فلاح و بہبود کے قائل تھے۔ وہ منافقت سے نفرت کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے اداروں میں ایسے حقائق بیان کیے ہیں۔ جو آج بھی روشن ہیں۔ اقوام متحدہ اور امریکہ کے بارے میں انہوں نے جو بات

تیس سال پہلے کی تھی وہ آج بھی ایک تلخ حقیقت ہے۔ اِن کی تحریریں وقت کی نزاکت اور موقع محل کے مطابق ہیں۔ یہ اداریئے عالمانہ کم اور ادبیانہ زیادہ ہیں کیونکہ وہ عالم سے زیادہ ادیب تھے۔ وہ ایک اداریئے میں زیادہ سے زیادہ موضوعات پر بحث کرتے تھے۔ اِن کی اداریہ نگاری طرح طرح کے موضوعات کا شاندار نمونہ ہے۔ ارشد صاحب کے سارے اداریئے سماجی اور سماجی میں مساوات پر مناسب تبصرے ہیں۔ اِن میں ملکی مسائل کے بارے میں بات ہوتی ہے۔ ان کی ارد گرد ہر شے پر نظر ہوتی تھی۔ ایک اخبار کے طور پر وہ ایک جرأت مند لکھاری کے طور پر سامنے آئے ہیں۔

حوالہ جات:

۱۔ ملتان میں اردو صحافت کا ارتقاء، تحقیقی مقالہ برائے ایم اے اُردو، ۸۴-۱۹۸۲ء، مقالہ نگار محمد حسین ساجد، زکریا یونیورسٹی ملتان، ص:۶

۲۔ ہفت روزہ ''صدائے حق'' ایڈیٹر ارشد ملتانی، جلد اول (اداریہ) ص:۳

۳۔ ایضاً

۴۔ ایضاً

۵۔ ایضاً

۶۔ ایضاً

۷۔ ایضاً

۸۔ ایضاً

۹۔ ایضاً

۱۰۔ ایضاً

۱۱۔ ایضاً

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ ایضاً

۱۵۔ ایضاً

۱۶۔ ''صدائے حق''، اشاعتِ چہارم، ص: ۴

۱۷۔ ''صدائے حق''، ملتان نمبر، اشاعتِ پنجم، ص:۳

۱۸۔ ''صدائے حق''، ایڈیٹر ارشد ملتانی، ص:۴

۱۹۔ ایضاً

۲۰۔ ایضاً

۲۱۔ایضاً

۲۲۔"صدائے حق"،اشاعتِ ششم،ص:۵

۲۳۔ایضاً

۲۴۔ایضاً،ص:۳

۲۵۔"صدائے حق"،اشاعت ہفتم ص:۳

۲۶۔ایضاً

۲۷۔ایضاً

۲۸۔"صدائے حق"،ساتواں پرچہ ص:۳

۲۹۔ایضاًص:۴

۳۰۔"صدائے حق"،اشاعت ہشتم ص:۳

۳۱۔ایضاً

۳۲۔ایضاً

۳۳۔"صدائے حق"،نواں شمارہ ص:۳

۳۴۔ایضاًص:۴

۳۵۔ایضاً

۳۶۔ایضاً

۳۷۔ایضاً

۳۸۔"صدائے حق"،دسواں شمارہ ص:۳

۳۹۔ایضاً

۴۰۔ایضاً

۴۱۔"صدائے حق"،گیارواں شمارہ ص:۳

۴۲۔ایضاً

۴۳۔ایضاً

۴۴۔"صدائے حق"،شمارہ نمبر ۱۲،ص:۳

۴۵۔ایضاً

۴۶۔ایضاً

۴۷۔ایضاً

۴۸۔"صدائے حق"،شمارہ نمبر ۱۵،ص:۳

۴۹۔ ایضاً

۵۰۔ ایضاً